© rasailojaraid.com

نقد و تبصرہ

کتاب زندگی

منشی عبدالرحمٰن خاں

جاوید اکیڈمی۔ چہلیک ملتان شہر

عدل پرنٹنگ پریس۔ ۱۹۸۲ء

صفحات ۲۰۸ - قیمت - ۴۵ روپے

لاتعداد کتابوں کے مصنف منشی عبدالرحمٰن خاں ایک عجیب و غریب ہستی ہیں۔ ان کی زندگی کے بعض پہلو اتنے عجیب و غریب ہیں کہ ان کی وجہ سے لوگ ان کے بارے میں بجا یا بیجا طور پر یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یا تو خود جن ہیں یا انہوں نے جن پال رکھے ہیں۔ جن کی مدد سے وہ ایسے ایسے کام کر ڈالتے ہیں جو ایک عام آدمی کے لیے مشکل نہیں ناممکن ہے۔ کتاب زندگی منشی صاحب کی آپ بیتی ہے۔ جن بھوت کے قصے اگر کسی کو خود نوشت کی صورت میں پڑھنے ہوں تو وہ منشی صاحب کی اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ اس کتاب میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ یہ ایک ایسی آپ بیتی ہے جس میں بہت سے علمی، ادبی، تاریخی، سیاسی اور سماجی معاملات و مسائل بھی زیر بحث آئے ہیں اور یہ تمام مباحث اپنی جگہ بے شک پر از معلومات، مفید اور دلچسپ ہیں لیکن تصنیف و تالیف کے میدان میں ان کے محیر العقول کارنامے مافوق الفطرت ہیں۔ منشی صاحب کی رسمی تعلیم دسویں تک ہے۔ معاش کے لئے انہوں نے کچہری میں منشی گیری کی اور آخیر تک یہی ان کا پیشہ رہا۔ یہ بڑی ہی انمل بے جوڑ سی بات ہے کہ انہوں نے اس پیشے کے ساتھ لکھنے پڑھنے سے شغف رکھا اور

© rasailojaraid.com

سینکڑوں نہیں ہزاروں صفحات سیاہ کر ڈالے۔

ان کی مطبوعہ کتابوں کی تعداد دو چار دس بیس نہیں سو پچاس کی گنتی میں بتائی جا سکتی ہے۔ ان کتابوں کا معیار کچھ بھی ہو، مقدار بھی معیار کو دیکھنے کی ایک میزان ہے۔ منشی کا لفظ ان کے نام کا جز ان کی پیشہ ورانہ زندگی کی وجہ سے بنا لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے جس طوفانی رفتار سے انشا پردازی کی ہے یہ لفظ اپنے ابتدائی مفہوم میں ان کی زندگی کے اس پہلو پہ زیادہ صادق آتا ہے۔ منشی صاحب نے اپنے لئے کہیں لیکھک کا ایک لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ ان کی محررات کے وزن کی نسبت بہت ہلکا ہے۔ اسی اصل کا ایک لفظ اردو بول چال میں لکھاڑ آتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں حقیقت حال کی صحیح ترجمانی کے لئے یہ لفظ بھی ناکافی ہے۔ اس کتاب کے ایک اندراج کے مطابق دسمبر ۱۹۸۱ء تک منشی صاحب کی مطبوعہ کتابوں کی تعداد ۵۵ تک پہنچ چکی تھی جن کے مجموعی صفحات ۲۰ ہزار کے قریب ہیں۔

اس کتاب میں تعریف کے پہلو اتنے ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں اس لئے میں ان سے صرف نظر کر کے بعض ایسی باتوں کی نشاندہی کرنے پہ اکتفا کرتا ہوں جو حرف گیری یا عیب جوئی کے قبیل سے کہی جا سکتی ہیں۔ اس لئے کہ خامیوں کے ساتھ خوبیاں معائب کے ساتھ محاسن بھی بیان کرتا تو وہ صحیح معنوں میں نقد و انتقاد ہوتا۔ بہر حال میرا مقصد اصلاح ہے تاکہ واقعی اگر یہ خامیاں ہیں تو ان کی نشاندہی ہو جائے اور آئندہ منشی صاحب ان کا ازالہ کر کے نسبتاً بے عیب کتابیں لکھ سکیں۔

اس نام کی بعض کتابیں پہلے سے اردو میں موجود تھیں جن کا غالباً مصنف کو علم نہیں تھا ورنہ وہ اپنی کتاب کا یہ نام رکھنے کی غلطی نہ کرتے۔ یوں بھی ایک فرد واحد کی "آپ بیتی" کو مجرد "کتاب زندگی" کے نام سے موسوم کرنا ایک غلط تعبیر ہے۔ اس عنوان میں عموم ہے اور یہ صرف ایک ایسی کتاب کا نام ہو سکتا ہے جس میں عام زندگی کے فلسفہ، تصور، اصول، مبادی یا اقدار کا ذکر ہو۔ ایک شخص کی خود نوشت

© rasailojaraid.com

کرلئے یہ نام موزوں نہیں۔ اس نام سے دھوکا ہوتا ہے۔ "میری کتاب زندگی" نام رکھتے تو یہ سقم باقی نہ رہتا۔

منشی صاحب نے کتاب میں جو فصلی یا ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں ان میں ایک عنوان ہے "غنڈہ گردی کا دور" ایک آپ بیتی یا خود نوشت سوانح حیات میں یہ عنوان پڑھ کر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ منشی صاحب کی زندگی میں کوئی دور ایسا بھی گزرا ہے۔ حالانکہ بات یہ نہیں ہے۔ منشی صاحب کا اشارہ ۱۹۷۳-۷۴ کے معاشرتی اور سیاسی حالات کی طرف ہے۔

کتاب کے ۹۲ صفحہ پر ایک جگہ منشی صاحب عورت کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "وہ ہر دور میں مظلوم رہی اور مرد "الرجال قوامون علی النساء" کے تخت پر بیٹھ کر اس پر ظلم کرتا رہا۔ گو منشی صاحب کا یہ ارادہ نہیں مگر اس طرز ادا سے قرآن مجید کا استخفاف لازم آتا ہے اور اس کے ساتھ گستاخی کا پہلو نکلتا ہے جس کی توقع کسی دشمن اسلام سے تو کی جا سکتی ہے کسی مبلغ اور دینی مصلح سے نہیں جیسے کہ منشی صاحب ہیں۔ منشی صاحب کو یہ معلوم ہے کہ یہ قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے۔

کتاب کے صفحہ ۵۲۴ پر منشی صاحب نے لڑکپن کی شرارت کا ایک واقعہ ایک پیرجی کے "پشاوری نکاح" کا بیان کیا ہے۔ جس کو پڑھ کر بے حیائی کو بھی پسینہ آجائے۔ حیرت ہے کہ منشی صاحب نے یہ سوچا نہ عبارت لکھ ڈالی اور چھاپ کر شائع کر دی اور انہیں اس کا احساس تک نہ ہوا کتاب کا صفحہ ۵۲۶ جوش کی "یادوں کی برات" کو پیچھے چھوڑ گیا۔ وقوع واقعہ کی حد تک تو یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس کا تعلق عہد طفلی اور زمانہ آوارگی سے ہے لیکن ۷۰ سال کی عمر میں اس کو ایک ایسی کتاب میں درج کرنے کی منطق سمجھ میں نہیں آئی جس میں مصنف نے خود کو ایک داعی، مبلغ اور

© rasailojaraid.com

مصلح کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب ہی کی تصریح کے مطابق ۱۹۲۱ء منشی صاحب کا سال پیدائش ہے۔ میرے خیال میں یہ تحلیل نفسی کا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے یہی ایک صفحہ ہے جس کے لئے چھ سو صفحے کی یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(شرف الدین اصلاحی)